تقریریں انگریزی یا اردو میں ہوتی ہیں ——

کسی شعبہ کی حیثیت اور وقار کا دارومدار بڑی حد تک اساتذہ پر ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں میں نے حتی الامکان اس بات کی کوشش کی ہے کہ ایسے حضرات کا تقرر ہو جن کا علمی مذاق پختہ اور جنہیں مطالعہ کی دھن کیساتھ تصنیف و تالیف کا شوق اور اس کی لگن بھی ہو چنانچہ آج سنی دینیات کے شعبہ میں ایک استاد بھی ایسا نہیں ہے جو صاحب تصنیف نہ ہو اور بعض اساتذہ کے جو بلند پایہ مضامین و مقالات ہند و پاک کے موقر علمی مجلات میں انگریزی یا اردو میں مسلسل شائع ہو رہے ہیں ارباب نظر ان سے اچھی طرح باخبر ہیں۔ مجھے اس کا اعتراف ہے کہ میری طبیعت دعوتی یا تبلیغی نہیں ہے۔ میں اپنے مزاج کے اعتبار سے صرف ایک طالب علم ہوں، اس بنا پر میں جہاں کہیں رہا ہوں میں نے ہمیشہ اس کی کوشش کی ہے کہ جس ادارہ یا شعبہ سے میرا تعلق ہے اس کا علمی اور تعلیمی معیار اونچا ہو اور الحمدللہ میں اس میں کامیاب بھی ہوا ہوں۔ تاہم یہاں اصلاح و افادۂ عام کی ضرورت سے میں غافل نہیں ہو سکتا تھا چنانچہ جب مولانا محمد تقی امینی کا تقرر ہوا تو میں نے ان سے غیر رسمی طور پر درخواست کی کہ وہ جمعہ جمعہ خطبہ سے قبل تقریر کریں گے۔ اور ہفتہ میں دو مرتبہ ایک عام درس قرآن دیں گے۔ موصوف نے خوشدلی سے ہامی بھر لی اور آج تک ان دونوں باتوں کا بڑی خوبی سے التزام کئے ہوئے ہیں۔ اور اس کے اثرات آج ہر شخص صاف طور پر محسوس کر سکتا ہے۔ یونیورسٹی کے لوگوں کے علاوہ شہر کے مسلمانوں کا بھی ایک بڑا طبقہ ہے جو مولانا کی تقریروں اور مواعظ کو بڑے شوق سے سنتا ہے۔

حالیہ انتخابات کے موقع پر عوام نے کانگریس کو چوپٹ کرنے کا جو اہم کارنامہ انجام دیا ہے اس میں مسلمانوں کا بھی اتنا ہی حصہ ہے جتنا کہ تناسب آبادی کے لحاظ سے دوسرے فرقوں کا ہے۔ اور اس لحاظ سے مسلمان بھی کہہ سکتے ہیں کہ:

انتہائے راہِ عشق میں گو ذلتیں ہوئیں   لیکن اسے جتا تو دیا جان تو گیا

لیکن یہ دیکھ کر سخت افسوس اور تعجب ہوتا ہے کہ دوسرے کہیں تو کہیں خود مسلمانوں میں ایک ایسا طبقہ موجود ہے جو اس بات کا مدعی ہے اور موجودہ صورت حال کو صرف مسلمانوں کا کارنامہ قرار دے رہا اور اس پر نازاں بھی ہے۔ اللہ اکبر! ؎ ہمارے بھی ہیں مہرباں کیسے کیسے